# الجامعة المخدومية الاسلامية

تمام حفظ وناظرہ کے طلباء کے لئے بہترین موقع

# حفظِ قرآن

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه



سرپرست: سید صابر اشرف جیلانی

مدیر: سید اظہار اشرف جیلانی

پبلیکیشنز مسکن سادات اشرفی الجیلانی، کراچی



مدیر: سید اظہار اشرف جیلانی

اشاعت: پبلیکیشنز مسکن سادات اشرفی الجیلانی، کراچی پاکستان



2023









onlinemakhdoomashrafacademy@gmail.com



+923342986859
+923316075071

# کتابِ حیات

ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن کتابِ حیات ہے، جو مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے، جو سوچ کو ہدایت کے نور سے فیضیاب کر دیتی ہے، عمل کو استقامت کے پھولوں سے آشنا ہی عطا کرتی ہے۔ پس قرآن اللہ کا کلام ہے، اور اللہ عزوجل کی روح سے ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

**وکذلك اؤحينا الی روحاً من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الايمان ولکن جعلناه نوراً نهدی به من نشاء من عبادنا وانك لتهدی الی صراط مستقيم**

(الشوری :42،52)

اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح (قرآن) کی وحی کی ہے، اس سے پہلے آپ ازخود یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اس کتاب کو نور بنادیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور بیشک آپ ضرور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں:

یہاں روح سے مراد قرآن کریم ہے۔ جس طرح روح جسم کو زندہ کرتی ہے اسی طرح قرآن حکیم دلوں کو حیات جاوید عطا کرتا ہے، اس لیے اسے بھی روح فرمایا گیا۔ کذالک سے مراد وحی کی مذکورہ تمام قسمیں ہیں، کیونکہ حضور (ﷺ) پر وحی کی ان تمام قسموں کا نزول ہوتا تھا۔

بظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے حضور (ﷺ) کو نہ کتاب کا علم تھا نہ ایمان کا۔

تحقیق طلب امر یہ ہے کہ کیا انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے ایمان وکتاب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟ آیات قرآنی اور احادیث نبوی (ﷺ) سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ جب ہم قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یہ آیت پڑھتے ہیں واتیناہ الحکم صلبیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بھی بچے ہی تھے کہ ہم نے انھیں علم وحکمت سے مشرف فرمادیا۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے قول کے مطابق آپ کی عمر تین سال تھی اور حکم سے مراد تفقہہ فی الدین ہے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے گہوارہ میں ہی اعلان فرمایا انی عبداللہ اتنی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) ابھی کمسن ہی تھے کہ بھائیوں نے ان کے گلے میں رسہ ڈال کر کنویں میں لٹکا دیا تھا۔ اس وقت انھیں اللہ تعالیٰ نے یہ مژدہ سنایا تھا کہ واوحینا الیه لتنبئنهم با مرهم هذا۔ یعنی ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ انھیں ان کے اس فعل پر آگاہ

کریں گے۔ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) نے بچپن میں ہی حضرت خلیل (علیہ السلام) سے عرض کیا تھایا ابت افعل ما تو مر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین۔ اے پدر بزر گوار! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

اگر ان حضرات انبیاء کا بچپن میں ہی ان امور پر آگاہی بخش دی گئی تھی اور ان سے وہ محیر العقول کارنامے صادر ہوئے جو صرف اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ہی ثمر ہو سکتے ہیں، تو حضور فخر دوعالم (ﷺ) کے متعلق یہ کیسے فرض کر لیا جائے کہ حضور (ﷺ) کو ایمان اور کتاب کا علم نہ تھا۔ سرور کائنات (ﷺ) کی قبل از اعلان نبوت زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو وہ بھی اس مفروضے کی تکذیب کرتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

حضور (ﷺ) بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ ملک شام گئے۔ اسی سفر میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضور (ﷺ) میں نبوت کی علامات دیکھیں تو آزمانے کے لیے اس نے حضور (ﷺ) لات وعزی کی قسم کھانے کے لیے کہا۔ حضور (ﷺ) نے اپنی کمسنی کے باوجود ارشاد فرمایا۔ لا تسئلنی بھما فو اللہ ما ابغضت شیئا اقط بغضھما۔ یعنی اے راہب! مجھ سے ان بتوں کے واسطہ سے کوئی بات مت پوچھو۔ بخدا مجھے جتنی نفرت ان سے ہے اور کسی سے نہیں۔

(ضیاءالقرآن،پیرکرم شاہ الازہریؒ، ج:4،ص:393،ضاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،پاکستان)

علامہ سید محمد مدنی اشرفی تفسیر اشرفی میں لکھتے ہیں:

(اور) جس طرح وحی بھیج ہم نے پیغمبروں کی طرف تم سے پہلے، (اسی طرح وحی کی جان بھیجی ہم نے تمہاری طرف اپنے حکم سے)۔ اس آیت میں 'وحی کی روح' سے مراد قرآن کریم ہے، اس واسطے کہ اس کے سبب سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ جس طرح بدن روح سے زندگی پاتا ہے۔۔(تم قیاس نہیں کر سکتے تھے کہ کیا چیز ہے کتاب اللہ) وحی کے قبل۔ یعنی جب قرآن اتارا نہیں گیا تھا تو تم اسے نہ جانتے تھے۔ یا ازل میں جو سعادت و شقاوت لکھی گئی تم کو کچھ معلوم نہ تھی اور (نہ) ہی (ایمان) کی تفصیلات (کا) علم تھا۔ ایمان کی طرف دعوت کرنا اور بلانا۔ یا ایمان کے احکام اور شرائع، اس کے علم کے تم عالم نہ تھے۔ یا اہل ایمان یعنی وہ لوگ جو تم پر ایمان لانے والے تھے ان سے باخبر نہ تھے، (لیکن بنا دیا ہم نے اس قرآن کو نور، راہ دیتے ہیں اس سے جسے چاہیں اپنے بندوں سے)۔ یعنی جب بندے اس کو قبول کر لیتے ہیں تو طریق دین کی راہ پاتے ہیں۔ (اور بیشک تم ہدایت دیتے ہو سیدھی راہ کی) وحی کے سبب سے لوگوں کو۔ تمہارا پکارنا تو عام ہے تمام خلق کو اور میری ہدایت خاص ہے، جسے میں چاہتا ہوں ہدایت کرتا ہوں۔ تمہارا کام ہے سیدھا راستہ دکھانا جو ساری مخلوقات کے لیے عام ہے، اور میرا فضل ہے منزل تک پہنچا دینا۔

(تفسیر اشرفی،علامہ سید محمد مدنی اشرفی، ج:9،ص:49،گلوبل اسلامک مشن،نیویارک،یو ایس اے،1434ھ،2013ء)

مولانا امین اصلاحی تفسیر تدبر قرآن میں لکھتے ہیں:

یہ خطاب پیغمبر (ﷺ) سے ہے کہ اسی معروف طریقہ وحی کے مطابق ہم نے تمہاری طرف بھی ایک روح اتاری ہے۔ روح سے مراد وحی ہے۔ وحی کو روح سے تعبیر کر کے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ تمہارے لیے بھی حقیقی زندگی کا ذریعہ ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو اس کو اپنا لیں۔ تمام آسمانی صحیفوں میں اللہ کے کلام والہام کے لیے یہ تعبیر موجود ہے اس لیے کہ بندوں کو حقیقی زندگی، جیسا کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کا ارشاد ہے، روٹی سے نہیں حاصل ہوتی بلکہ اس کلام والہام سے حاصل ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔

من امرنا اس روح کی صفت کے طور پر، دفع دخل مقدر کے لیے آیا ہے۔ یعنی یہ روح اللہ تعالیٰ کے امور غیب میں سے ہے۔ اس کی حقیقت وماہیت اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ رسول جانتا ہے جس کو اس کا تجربہ ہوتا ہے۔ ہر شخص اس کی حقیقت و کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے نہ تو ہر شخص کو اس کیفیت معلوم کرنے کے درپے ہونا چاہیے اور نہ اس بنیاد پر کسی عاقل کو اس کا انکار کرنا چاہیے کہ وہ اپنے اندر اس قسم کی کوئی چیز محسوس نہیں کرتا۔ جو شخص دردِ جگر کی لذت سے آشنا نہیں ہے اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دردِ جگر کے وجود ہی سے انکار کر دے۔ یہ مضمون سورۃ بنی اسرائیل میں بھی گزر چکا ہے۔

ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلاً
(بنی اسرآئیل:17،85)

اور یہ لوگ تم سے روح (وحی) کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ ان کو بتا دو کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تم کو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے۔

یہ چیز یہاں ملحوظ رہے کہ حضرات انبیاء (علیہم السلام) نے جب اپنی قوموں کے سامنے اس امر کا اظہار فرمایا کہ ان کے اوپر ان کے رب کی جانب سے ایک روح نازل ہوتی ہے تو نادانوں نے ان کا مذاق اڑایا کہ یہ روح کیا چیز ہے؟ آخر اس طرح کی کوئی چیز ہم اپنے اندر کیوں نہیں محسوس کرتے اسی سوال کا جواب سورۃ بنی اسرائیل کی مذکورہ بالا آیت میں دیا گیا ہے اور اسی جواب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے یہاں روحاً کے ساتھ من امرنا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال ہو تو اس کو اثنائے کلام ہی میں جواب مل جائے۔

اس امر کا ایک اور اہم پہلو بھی ہے جس پر انشاء اللہ ہم سورۃ دخان کی آیات 5-4 کے تحت اور سورۃ قدر میں بحث کریں گے۔

ما كنت تدری ما الكتب والا الايمان ولكن جعلنه نوراً نهدی به من نشآء من عبادنا، یہ اس روح کا فیضان بیان ہوا ہے کہ یہ اسی کی حیات بخشی ہے کہ تم پہلے کتاب وایمان سے ناآشنا تھے، لیکن اس وحی کے نور سے اللہ نے تمہارے سینہ کو اس طرح جگمگا دیا کہ تم اس خلق کے اندر ایک چلتے پھرتے منارہ نور بن گئے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس نور سے راہ یاب کر رہا ہے جن کو چاہتا ہے، یعنی جن کے اندر اس نور سے اکتساب کی صلاحیت پاتا ہے۔ اللہ ان کو اس سے بہرہ ور فرماتا ہے اس لیے کہ اللہ ہر چاہنا اس کی حکمت اور اس کے عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ جس طرح منصب نبوت کا اہل ہر شخص نہیں ہوتا بلکہ

اس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہی کو منتخب فرماتا ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں اسی طرح اس نور کے حامل بھی وہی ہوتے ہیں جن کے اندر اس کی صلاحیت ہوتی ہے۔ گویا اس میں ان لوگوں کا جواب بھی ہے جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی کو (محمد (ﷺ) کو ہمارے اندر سے نبوت اور اپنے کلام و خطاب کے لیے کیوں منتخب فرمایا، ہمارے اوپر اس کی نظر کیوں نہ پڑی؟ اور آنحضرت (ﷺ) کو یہ تسلی بھی ہے کہ تم جو روشنی دکھا رہے ہو اس سے ہر شخص بہرہ یاب نہیں ہو سکتا، اس سے بہرہ یاب وہی ہوں گے جو اس کے اہل ٹھہریں گے، جو اس کے اہل نہیں ہیں ان کو یہ روشنی راہ دکھانے کے بجائے خیرہ کر کے چھوڑ دے گی۔

## کتاب اور ایمان میں نسبت قلب اور روح کی ہے:

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ کتاب اور ایمان میں وہی نسبت ہے جو نسبت قالب اور روح میں ہے۔ کتاب تمام تر ایمان کا مظہر اور بروز ہے۔ سادہ الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کتاب در حقیقت ایمان کے مقتضیات کا بیان ہے اس وجہ سے دونوں میں جسم و جان کا رابطہ ہے جہاں تک کتاب کا تعلق ہے اس سے تو نبی (ﷺ) نا آشنا تھے اس لیے کہ آپ امی تھے لیکن ایمان سے انا آشنائی کی جو نفی کی گئی ہے۔ یہ اس کی تفصیلات اور مقتضیات کے اعتبار سے ہے۔ یعنی آپ ایمان کے تمام لوازم و مقتضیات سے نا آشنا تھے ورنہ حضرات انبیاء (علیہم السلام) تو وحی سے پہلے بھی اپنی فطرت سلیم کی روشنی سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس وجہ سے اجمالی ایمان ان کے اندر موجود ہوتا ہے جو وحی کی روشنی سے جگمگا کر آفتاب کی طرح ایک عالم کو منور کر دیتا ہے۔ فطرت کی روشنی اور وحی کی روشنی میں نسبت چونکہ ذرہ اور آفتاب کی ہے اس وجہ سے اس کے مقابل میں اس کی نفی کی گئی ہے لیکن ہے وہ اسی آفتاب تاباں کا ایک ذرہ اور وہی لوگ نور نبوت سے اکتسا بھی کرتے ہیں جو اس ذرہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو اس سے محروم کر لیتے ہیں وہ نبی کے انوار سے محروم ہی رہتے ہیں۔

اساتذ امام یہاں ایمان سے حکمت مراد لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان، قول عمل اور حال تینوں کا مجموعہ ہے اور یہی حقیقت حکمت کی بھی ہے اس وجہ سے یہ جو فرمایا کہ تم کتاب اور ایمان سے نا آشنا تھے تو دوسرے الفاظ میں گویا یہ فرمایا کہ تم کتاب اور حکتم سے نا آشنا تھے۔ گویا ایمان کے لفظ سے یہاں حکمت کی فسیر فرما دی گئی۔

**وانک لتھدی الی صراط مستقیم**۔۔ الایۃ یہ اس نور کی برکت خلق کے اعتبار سے بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور سے تم کو جو فیض یاب کیا تو تم جو ایک امی تھے اب لوگوں کی رہنمائی اس اللہ کی سیدھی راہ کی طرف کر رہے ہو جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ لوگوں کو اگر عاقبت کی فلاح مطلوب ہے تو چاہے کہ تمہاری رہنمائی کی قدر کریں۔

**(تدبر قرآن، مولانا امین اصلاحی، ج8، ص:184، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان)**

## قرآن کریم کی تلاوت، حفظ، اس کی سمجھ اور اس پر عمل کے بہت فوائد ہیں،

قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کا کوئی بدل موجود نہیں، یہ انسان کی تمام صلاحیتوں میں بے بہا اضافہ کرتا ہے، انسان کو حق، حقیقت اور سے قریب کرتا ہے، قربِ الٰہی سے دل کو روشن کرتا ہے، خالق کی رحمت وبرکت اُس کو اپنے سائے میں لے لیتی ہے، انسان کا شعور کو معلومات کی بلندی عطا کرتا ہے اور اگر دنیا کا کوئی علم اس کا مقابلہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا:

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

من أراد علم الأولين والآخرين فليثور القرءان۔

جو اولین وآخرین کے علوم کو جاننا چاہے وہ قرآن عزیز کے معانی پر غور وخوض کرے۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ)، ج۔۱،ص:۳۱۵، دار الفكر، بيروت – لبنان،1422هـ - 2002م)

قرآن حکیم انسانی ذہن کو علوم سے سرفراز کرتا ہے، اور میرا دل یہ کہتا ہے کہ آج جتنے بھی علوم ہیں یہ سب قرآن ماخذ ہیں، کسی نہ کسی انداز سے آج بھی قرآن ان علوم کی رہنمائی کر رہا ہے،

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

لَوْ شِئْتُ أُوقِرُ سَبْعِينَ بَعِيرًا مِنْ تَفْسِيرِ أُمِّ الْقُرْآنِ لَفَعَلْتُ۔

اگر میں قرآن عظیم کی تفسیر سے ستر اونٹ گراں بار کرنا چاہوں تو کر دوں۔

(الإتقان في علوم القرآن،علامه جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ)، ج-4،ص:230، الهيئة المصرية العامة للكتاب،1974 م)

علامہ ابنِ برہان اِسی کی تائید میں فرماتے ہیں:

مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ فِي القرآن به أَوْ فِيهِ أَصْلُهُ

(الإتقان في علوم القرآن، علامه جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) ،ج:4،ص: 30، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394هـ/ 1974 م)

کائنات کی کوئی شئے ایسی نہیں جس کا ذِکر یا اُس کی اصل قرآن سے ثابت نہ ہو۔

گویا قرآن میں یا تو ہر چیز کا ذکر صراحت کے ساتھ ملے گا یا اُس کی اصل ضرور موجود ہوگی۔ یہ بات لوگوں کی اپنی اپنی اِستعداد وصلاحیت، فہم وبصیرت اور قوتِ اِستنباط واِستخراج کے پیشِ نظر کہی گئی ہے کیونکہ ہر کوئی ہر شئے کی تفصیل قرآن سے اَخذ کرنے کی اِستعداد نہیں رکھتا۔

اگر قدرت کی طرف سے کسی کو نورِ بصیرت حاصل ہو، اِنشراحِ صدر ہو چکا ہو، حجابات اُٹھ چکے ہوں اور ربِّ ذُوالجلال نے اُس کے سینے کو قرآنی معارف کا اَہل بنا دیا ہو تو اُسے ہر شئے کا تفصیلی بیان بھی نظر آتا ہے۔

اِسی موقع پر اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصلاً ذِکر کا معنی یہ ہے:

مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُمْكِنُ اسْتِخْرَاجُهُ مِنَ الْقُرْآنِ لِمَنْ فَهَّمَهُ اللَّهُ

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) ،ج:4،ص:30، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا اِستخراج واِستنباط آپ قرآن سے نہ کر سکیں لیکن یہ علوم و معارف اُسی پر آشکار ہوتے ہیں جسے ربِّ ذُوالجلال خصوصی فہم سے بہرہ وَر فرما دیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم ﷺ کے وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں حضور ﷺ نے ترجمانُ القرآن کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اُن کے بارے میں جبرئیلِ اَمین نے یہ خوشخبری بھی دی تھی:

إِنَّهُ كَائِنٌ حَبْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) ،ج:4،ص: 234، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)

وہ (عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) اِس اُمت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

لَوْ ضَاعَ لِي عِقَالُ بَعِيرٍ لَوَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) ،ج:4،ص: 30-31، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)

(صحبتِ نبوی کے فیضان سے مجھے قرآن کی اِس قدر معرفت حاصل ہو چکی ہے کہ) میرے اُونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو قران کے ذریعے تلاش کر لیتا ہوں۔

اُونٹ کی رسی کا گم ہونا کتنا معمولی واقعہ ہے لیکن اہلِ بصیرت اَیسا معمولی سے معمولی واقعہ اور حادثہ بھی قرآن سے معلوم کر لیتے ہیں۔ محقق بن سراقہ 'کتاب الاعجاز' میں جامعیتِ قرآن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

ما شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ إِلَّا وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) ،ج:4،ص: 30، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)

کائنات میں کوئی شئے اَیسی نہیں جس کا ذِکر قرآن میں موجود نہ ہو۔

اِس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شئے قرآن میں مذکور نہ ہو تو وہ کائنات میں موجود نہیں ہو سکتی، گویا قرآن میں کسی چیز کا مذکور نہ ہونا کائنات میں اُس کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ اُس میں کسی چیز کے ذِکر یا عدم ذِکر کو کائنات میں اُس کے وُجود و عدم کی دلیل تصوّر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعیتِ قرآن کی نسبت یہ دعویٰ کیا:

سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ أُخْبِرْكُمْ عَنْهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) ،ج:4،ص: 29، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)

جس چیز کی نسبت چاہو مجھ سے پوچھ لو، میں تمہیں اُس کا جواب قرآن سے دوں گا۔

آپ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی اپنی کتاب "الام" میں نقل فرمایا ہے:

مَا بَلَغَنِي حَدِيثٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لى وَجْهِهِ إِلَّا وَجَدْتُ مِصْدَاقَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ.

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) ،ج:4،ص: 29، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394هـ/ 1974 م)

آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث مجھے ایسی نہیں ملی جس کا واضح مصداق میں نے قرآن مجید میں نہ پایا ہو۔

تمام آسمانی کتابوں کے ثمرات و مطالب اور علوم و معارف کی جامع بھی یہی کتاب ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں، جن میں کائنات کے تمام علوم و معارف بیان کر دیئے۔ پھر اُن تمام علوم کو چار کتابوں (تورات، زبور، انجیل اور قرآن) میں جمع کر دیا۔ پھر اُن میں سے پہلی تین کتابوں کے تمام معارف کو قرآنِ حکیم میں جمع فرمایا اور یوں یہ قرآن ایسی جامع کتاب قرار پائی کی ابنِ ابی الفضل المرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَمَعَ الْقُرْآنُ عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِحَيْثُ لَمْ يُحِطْ بِهَا عِلْمًا حَقِيقَةً إِلَّا الْمُتَكَلِّمُ بِهَا ثُمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) ،ج:4،ص: 30، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394هـ/ 1974 م)

اِس قرآن نے اوّل سے آخر تک، اِبتداء سے اِنتہا تک کائنات کے تمام علوم و معارف کو اپنے اندر اِس طرح جمع کر لیا ہے کہ فی الحقیقت خدا اور اُس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اُن علوم کا اِحاطہ نہ کوئی آج تک کر سکا اور نہ کر سکے گا۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِس سلسلے میں مروِی ہے:

"مَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَعَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ فِيهِ خَبَرَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ"

(الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) ،ج:4،ص: 28، الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394هـ/ 1974 م)

جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا دامن تھام لے کیونکہ اِسی قرآن میں ہی اوّل سے آخر تک سارا علم موجود ہے۔

تمام ظاہری و باطنی علوم و معارف کا جامع ہونا، تمام موجوداتِ عالم کے اَحوال کا جامع ہونا اور تمام آسمانی کتابوں کے ثمرات و مطالب کا جامع ہونا، یہ وہ نمایاں خصوصیات تھیں جن کے باعث اِس مقدس کتاب کا نام اللہ تعالیٰ نے

'القرآن' رکھا ہے۔اَب ہم قرآنِ مجید کی جامعیت پر چند عملی شہادتیں پیش کرتے ہیں تاکہ علومِ قرآنی کی ہمہ گیریت اور سائنسی علوم کی تنگ دامانی عیاں ہوسکے۔

**اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان لکھتے ہیں:**

قرآن عظیم ایک زندہ جاوید معجزہ ہے اس کے ابتدائے نزول سے لے کر اب تک دنیا اس سے استفادہ کررہی ہے اور آئندہ بھی استفادہ کیاجاتارہے گا یہ ایک بحرناپیداکنار ہے۔قرآن عظیم کے علوم وحقائق کا اندازہ ان اقوال وفرمودات سے لگایاجاسکتا ہے۔

(اِنْبَآءُ الْحَی اَنَّ کَلاَمَہُ الْمَصُوْنَ تِبْیَانٌ (قرآن ہرشے کا بیان)(والإمام أحمد رضا خان الهندي البريلوي (1340 هـ)، مترجم:علامہ محمدعیسیٰ رضوی قادری،ص:۲۷،مکتبہ اعلیٰ حضرت،لاہور،پاکستان)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

اللہ کی حکمت کا تقاضایہ تھاکہ سابقہ آسمانی کتابوں کے مختلط، محرف اور محوہوجانے کے بعد دنیامیں قیامت تک وحی الٰہی صرف قرآن مجید کی صورت میں باقی اور محفوظ رہے، گزشتہ شریعتیں،شریعت مصطفوی کے بعد منسوخ ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے صرف شریعت محمدی اور دین اسلام کے واجب القبول ہونے کا اعلان فرمایا،اوردین اسلام وشریعت محمدی کی اساس اور برھان قرآن مجید ہے۔

(تبیان القرآن،علامہ غلام رسول سعیدیؒ، ج۔۱ ،ص:۴۸،فریدبک سٹال،لاہور،پاکستان، ۱۴۲۰ھ)

## دیگر آسمانی ومذہبی کتابیں آج کس حال میں ہیں:

محمد رسول ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن عربی زبان میں نازل ہوئی اور آج تک وہ اپنی اصل حالت یعنی عربی زبان میں موجودہے، من وعن اسی حالت میں جیسی کہ اپنے نزول کے وقت تھی،جبکہ دوسری آسمانی کتب بشمول تورات(Old Testament)اورانجیل(New Testament) تاریخی،مذہبی،سیاسی حالات اور تغیر زمانی کی بناء پر اپنی اصل زبان اور حالت میں برقرار نہیں رہ سکیں اور تبدیل ہوکر کیاسے کیاہوگئیں۔

(سیدُالبشرﷺ بے مثل وبے مثال،ڈاکٹر خالد علی انصاری،ص:۱۹۵،حامداینڈکمپنی،لاہور،پاکستان، 1440ھ-2019م)

قرآن مجید تمام انسانیت کے لیے حتمی اور قطعی دلیلِ ہدایت ہے،تمام معلومات کا خزانہ قرآن مجید کے ایک الفاظ میں سمیٹ دیا گیا۔بڑی بڑی حکمتیں اس کے اندر مخفی کردی گئیں۔

اس نظریاتی وعملی دین کا مکمل نمونہ جس ہستی میں موجود ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اَقدس ہے۔اسلام کے بنیادی اُصول و تعلیمات تو قرآن مجید میں موجود ہیں جبکہ اس کی تشریح و توضیح رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیث مبارکہ ہیں۔ قرآن پاک وحیِ الٰہی کا وہ حتمی مجموعہ ہے جس کی ہر حوالے سے حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا۔ یہ واحد اِلہامی کتاب ہے جس کا ایک ایک نقطہ، ایک ایک حرکت، ایک ایک حرف اور ایک ایک سطر اپنی اصل حالت میں اُسی طرح موجود ہے جس طرح یہ قلبِ مصطفی ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حقانیت و

تعلیمات اسلام کا سب سے بڑا ماخذ قرآن مجید کو قرار دیا جاتا ہے اور دوسرا بڑا ماخذ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور سیرتِ مطہرہ ہے۔

بلاشبہ آج اُمتِ مسلمہ کے زوال، کسمپرسی اور قعرِ ذلت میں ڈوبے ہونے کی بنیادی وجہ مکمل ضابطہ حیات دینے والی اس زندہ کتاب، قرآن حکیم کی حقیقی تعلیمات سے انحراف اور روگردانی ہی ہے۔

بقول حکیم الامت:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

سو اُمت کے اس زوال اور پستی کو عروج میں بدلنے اور اس کی علمی، فکری، نظریاتی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور تہذیبی و ثقافتی کھوکھلی بنیادوں کو پھر سے مضبوط اور ٹھوس بنانے کے لیے قرآن سے ٹوٹے ہوئے ہمہ جہتی تعلق کو پھر سے بحال کرنے کی ضرورت ہے۔

# قرآن حکیم کو پڑھنے، سمجھنے والوں کے فضائل

حضرت عثمان (بن عفان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ رواه البخاري.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم: إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. رواه البخاري.

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور سکھائے۔

"اور ایک روایت میں ان ہی سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں سے افضل شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. قَالَ: وَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا أُقْرِئُ. رواه ابن ماجة وأحمد والدارمي وابن أبي شيبة.

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھیں اور سکھائیں۔ عاصم کہتے ہیں: مصعب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس (اعلیٰ) مقام پر بٹھایا کہ میں (اسے) قرآن پڑھاؤں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَالَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ متفق عليه وهذا لفظ مسلم.

"حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کا ماہر معزز و محترم فرشتوں اور معظم و مکرّم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گا اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہو لیکن اس میں اٹکتا ہو اور (پڑھنا) اس پر (کند ذہن یا موٹی زبان ہونے کی وجہ سے) مشکل ہو اس کے لئے بھی دو گنا اجر ہے۔

"ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ یہ پڑھنا اس کے لئے سخت مشکل ہو، اس کے لئے دو اجر ہیں۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ

وَفِي رِوَايَةٍ: بَدَلَ الْمُنَافِقِ الْفَاجِرِ. متفق علیه وهذا لفظ مسلم.

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بندہء مومن قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے اس کی مثال مالٹا کی طرح (عرب کے ایک لذیذ پھل کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی خوب اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ اور وہ بندہء مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال خشک کھجور کی سی ہے جس میں خوشبو تو نہیں ہوتی البتہ ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ اور وہ منافق جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ (گلاب کے پھول) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا حنظلہ (تمہ) کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بالکل نہیں ہوتی اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

’’ایک اور روایت میں منافق کی بجائے فاجر (یعنی بدکار) کے الفاظ ہیں۔‘‘

# قرآن حکیم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

**حضرت عثمان (بن عفان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:**

عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم، قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. رواه البخاري.

وفي رواية عنه: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. رواه البخاري.

**"حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن (پڑھنا اور اس کے رموز و اَسرار اور مسائل) سیکھے اور سکھائے۔" اور ایک روایت میں ان ہی سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں سے افضل شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"**

**حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. رواه مسلم وأبوداود.

**"حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص طلبِ علم کے لئے کسی راستہ پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اسے سیکھتے سکھاتے ہیں تو ان لوگوں پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے، رحمتِ الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے پر باندھ کر ان پر چھائے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے، اور جس شخص کے اعمال اس کو پیچھے کر دیں اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔"**

**حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:**

قال بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم بَعْثًا وَهُمْ ذُو عَدَدٍ، فَاسْتَقْرَأَهُمْ، فَاسْتَقْرَأَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ فَأَتَى عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا، فَقَالَ: مَا مَعَكَ يَا فُلاَنُ؟ قَالَ: مَعِي كَذَا وَكَذَا وَسُورَةُ الْبَقَرَةِ. قَالَ: أَمَعَكَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَاذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيْرُهُمْ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ: وَاللهِ! يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا مَنَعَنِي أَنْ أَتَعَلَّمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ إِلاَّ خَشْيَةَ أَلاَّ أَقُوْمَ بِهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرَءُوهُ، فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ وُكِيَ عَلَى مِسْكٍ. رواه الترمذي والنسائي وابن ماجة

وابن خزيمة وابن حبان. وقال أبو عيسى: هذا حديث حسن.

”حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت سے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا۔ آپ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا تو جسے جو کچھ یاد تھا اس نے پڑھا۔ پھر آپ ﷺ ان میں سے عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے شخص کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فلاں! تجھے کچھ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا: مجھے فلاں فلاں سورۃ اور سورۃ البقرہ یاد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر (خوشی سے) فرمایا: کیا تجھے سورۃ البقرہ یاد ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: جا تو ان (سب لشکریوں) کا امیر ہے۔ اس پر ان کے معززین میں سے ایک شخص بولا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! میں نے تو صرف اس لئے سورۃ البقرہ نہیں سیکھی کہ میں (اس کی طوالت کی وجہ سے) اسے نماز میں نہیں پڑھ سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور اسے پڑھتے رہا کرو، اس لئے کہ جو قرآن سیکھے پھر اسے پڑھے، اس کی مثال اس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو جگہ جگہ پھیل رہی ہو؛ اور جس نے قرآن پڑھنا سیکھا اور سینے میں لئے سو رہا (کبھی تلاوت نہ کی) اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں مشک بھر کر اس کا منہ سی دیا گیا ہو۔“

# قرآن حکیم پڑھ کر بھول جانے پر وعید

**حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضي الله عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:**

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، قَالَ: تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الإِبِلِ فِي عُقُلِهَا. متفق عليه، وهذا لفظ مسلم.

**”آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے، سنتے سناتے رہا کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ذہن سے نکل جانے میں یہ اس اونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو۔“**

**حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضي الله عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:**

قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم: بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ هُوَ نُسِّيَ، اسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا. متفق عليه، وهذا لفظ مسلم.

**”بہت برا ہے کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا (وہ بھولا نہیں) بلکہ اسے بھلا دیا گیا۔ قرآن مجید کو سنتے سناتے رہا کرو کیونکہ لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وہ رسی سے بندھے ہوئے جانوروں سے بھی زیادہ تیز ہے۔“**

**حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:**

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. متفق عليه.

وزاد مسلم في رواية: وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ.

**”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صاحبِ قرآن (یعنی حافظِ قرآن) کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی سی ہے کہ اگر اس کی نگرانی کرے تو اُسے روک سکتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائے گا (یعنی حافظِ قرآن اگر قرآن پڑھتا پڑھاتا رہے گا تو اسے قرآن یاد رہے گا ورنہ بھول جائے گا)۔**

**”اور مسلم نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں: جب صاحبِ قرآن کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے رات دن پڑھتا رہے تو یاد رکھتا ہے، اور جب کوشش چھوڑ دیتا ہے تو اسے قرآن بھول جاتا ہے۔“**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا. رواه الترمذي وأبوداود.

”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اَجر و ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ کوڑا کرکٹ بھی جو آدمی مسجد سے نکالتا ہے (اس کا ثواب بھی پیش کیا گیا)۔ اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت کسی آدمی کو (یاد کرنے کی توفیق) دی گئی اور پھر اس نے اسے بھلا دیا۔“

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلاَّ لَقِيَ اللہ عز وجل أَجْذَمَ. رواه أبوداود والدارمي وابن أبي شيبة.

”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن حکیم پڑھنا سیکھ لے پھر اسے بُھلا دے وہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر (مرضِ) کوڑھ طاری ہو گا۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَتَغَنَّوْا بِهِ وَاقْتَنُوهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ فِي الْعُقُلِ. رواه النسائي والدارمي والبيهقي.

”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور خوش اِلحانی کے ساتھ اِس کی تلاوت کیا کرو اور اس تلاوت سے ثواب حاصل کیا کرو۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ قرآن (سینوں سے) اونٹنیوں کے رسیوں سے چھوٹنے سے بھی زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے۔“

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَكْثِرُوا تِلاَوَةَ الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، قَالُوا: هَذِهِ الْمَصَاحِفُ تُرْفَعُ، فَكَيْفَ بِمَا فِي صُدُوْرِ الرِّجَالِ؟ قَالَ: يُسْرَى عَلَيْهِ لَيْلاً فَيُصْبِحُوْنَ مِنْهُ فُقَرَاءَ، وَيَنْسَوْنَ قَوْلَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللہ، وَيَقَعُوْنَ فِي قَوْلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَشْعَارِهِمْ، وَذَلِكَ حِيْنَ يَقَعُ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ. رواه الدارمي.

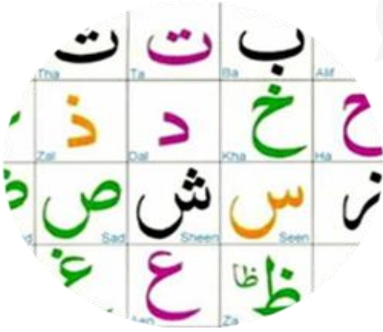
”قرآن پاک کو اٹھائے جانے سے پہلے کثرت سے اس کی تلاوت کیا کرو۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مصاحف تو اٹھا لیے جائیں گے لیکن ان (مصاحف) کا کیا ہو گا جو لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پر

ایک رات ایسی گزرے گی کہ وہ لوگ صبح کے وقت اس قرآن سے خالی ہو جائیں گے اور **لاَ إِلَـهَ إِلاَّ اللّٰہ** کہنا بھول جائیں گے، اور زمانہء جاہلیت والی باتیں اور اَشعار کہیں گے۔ اور یہ وہ وقت ہو گا جب ان پر اللہ کا عذاب واقع ہو گا۔"




قرآن حفظ اور ناظرہ کرنے کی سہولت حاصل کریں

 +923342986859



Qaida

Quran



Weekly Report





Duain

Namaz



# Online Makhdoom Ashraf Academy

## Tafseer.ul.Quran course





# Schedule

## Long Course of one Year

- We will take two classes in week
- Class Duration one hour
- Arabic to Urdu Translation 10 Minutes
- Interpretation of Verse 30 Minutes
- Learn Vocabulary 10 Minutes
- Question & Answer 10 Minutes

## Short Course of four Month

- Tafseer of Surah e Rehman & Yaseen
- Two classes in week
- Class Duration one hour
- Learn Vocabulary
- Question & Answer



 +923342986859